ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 2971

Program: BS (Islamic Studies)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

(شعبہ شریعہ، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ)

کورس: منتخب مصادر فقہ واصول فقہ کا تعارف (2971) • سطح: بی ایس (علوم اسلامیہ)

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 1 (یونٹ 1 تا 4)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 0

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنے کے بجائے اپنی فہم کے مطابق تحریر کریں۔ جہاں کسی دینی یا قانونی مسئلے میں قطعی رائے درکار ہو وہاں اہلِ علم اور مستند علماء کی طرف رجوع کریں۔

سوال نمبر 1: کنزالد قائق پر نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 1۔ فقہ حنفی کی کتاب کنزالد قائق پر نوٹ لکھیں۔ (20 نمبر)

تعارف: فقہ حنفی کی تاریخ میں متون کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ متن سے مراد وہ مختصر مگر جامع کتاب ہے جو کسی مسلک کے معتمد مسائل کو اختصار کے ساتھ اس طرح پیش کرے کہ طالب علم اسے یاد کر سکے اور مفتی و مدرس اس پر اعتماد کر سکے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک میں کئی متون لکھے گئے، جن میں مختصر القدوری، الوقایہ، المختار اور کنز الدقائق کو خاص شہرت اور قبولیت حاصل ہوئی۔ کنز الدقائق انہی معتبر متون میں سے ہے اور صدیوں سے برصغیر سمیت دنیا کے بیشتر حنفی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ اس نوٹ میں اس کتاب کے مصنف، اس کے منہج اور اسلوب، اس کے ابواب و مضامین، اس کی شروحات اور فقہ حنفی میں اس کے مقام کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ طالب علم اس اہم ماخذ کی مکمل پہچان حاصل کر سکے۔

یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ کنز الدقائق محض مسائل کی فہرست نہیں ہے بلکہ متاخرین حنفیہ کے نزدیک ترجیح یافتہ اور مفتیٰ بہ مسائل کا مستند مجموعہ ہے۔ اسی لیے اس کتاب کو پڑھنا فقہ حنفی کو اس کی اصل مصادر سے سمجھنے کی طرف ایک اہم قدم سمجھا جاتا ہے۔ ذیل کی بحث میں کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کے تعارف کے تمام بنیادی پہلو واضح اور منظم انداز میں سامنے آ جائیں اور کوئی اہم نکتہ تشنہ نہ رہے۔

مصنف کا تعارف

کنز الدقائق کے مصنف علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ ہیں، جو حافظ الدین النسفی کے لقب سے مشہور ہیں۔ نسفی کا تعلق وسط ایشیا کے شہر نسف سے تھا، جو اپنے زمانے میں علم و فضل کا بڑا مرکز تھا۔ آپ کا شمار حنفی مسلک کے جلیل القدر فقہاء، اصولیین اور مفسرین میں ہوتا ہے۔ آپ نے فقہ کے علاوہ اصول فقہ اور تفسیر میں بھی یادگار تصانیف چھوڑیں۔ اصول فقہ میں آپ کی کتاب المنار متن کی حیثیت رکھتی ہے اور اس پر بے شمار شروحات لکھی گئیں، جن میں خود آپ کی شرح کشف الاسرار بھی شامل ہے۔ تفسیر میں مدارک التنزیل و حقائق التاویل، جو تفسیر نسفی کے نام سے مشہور ہے، آج تک پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ آپ کی وفات 710 ہجری میں ہوئی۔ متعدد علمی فنون میں یکساں مہارت ہی وہ پس منظر ہے جس نے کنز الدقائق کو اختصار کے باوجود اتنا پر مغز اور مستند بنا دیا۔

علامہ نسفی کی شخصیت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آپ نے فقہ اور اصول دونوں میں متن نویسی کی روایت کو آگے بڑھایا۔ جس مصنف کو اصول کی گہرائی حاصل ہو، اس کا فقہی متن بھی ترتیب، اختصار اور اصطلاحات کے درست استعمال میں نمایاں ہوتا ہے۔ کنزالدقائق کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ خوبی جگہ جگہ محسوس ہوتی ہے کہ مصنف نے ہر مسئلہ اس کی مناسب جگہ پر رکھا ہے اور غیر ضروری طوالت سے مکمل اجتناب کیا ہے۔

کتاب کا موضوع، ابواب اور ترتیب

کنزالدقائق فقہ حنفی کے فروعی مسائل کی کتاب ہے۔ اس کی ترتیب فقہ کی عام کتابوں کے مطابق ہے: آغاز کتاب الطہارہ سے ہوتا ہے، پھر کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکاۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج جیسی عبادات کے ابواب آتے ہیں۔ اس کے بعد معاملات یعنی بیوع، اجارہ، کفالہ، حوالہ، قرض اور شرکت وغیرہ کے ابواب، پھر خاندانی قوانین یعنی نکاح، طلاق، خلع، ظہار، ایلاء، رضاعت اور نفقات کے ابواب، اور آگے چل کر حدود، جنایات، سیر و جہاد، قضاء، شہادات، وصایا اور فرائض جیسے ابواب شامل ہیں۔ اس طرح پوری فقہ عملی زندگی کے تمام بڑے شعبوں کا احاطہ کرتی ہے۔ یہی جامع ترتیب اس کتاب کو ایک مکمل فقہی متن بناتی ہے جس سے طالب علم کو پورے مسلک کا نقشہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

جدول 1: کنزالدقائق کے بڑے موضوعاتی شعبے

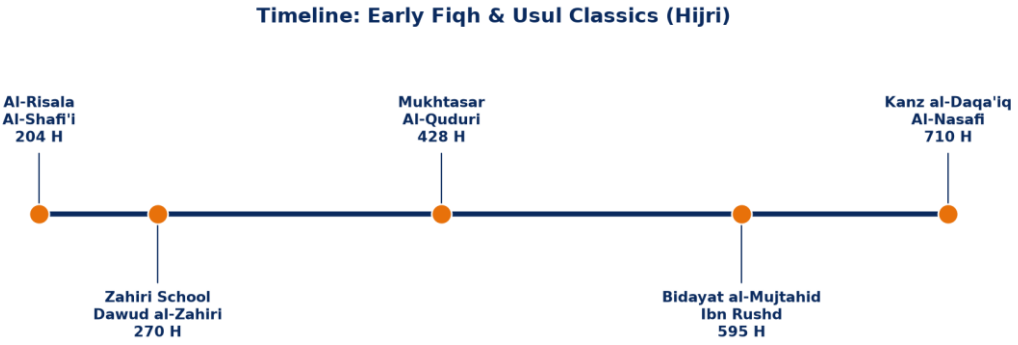
شعبہ	نمایاں ابواب	وضاحت
عبادات	طہارت، نماز، زکاۃ، روزہ، حج	انفرادی عبادات کے شرعی احکام و مسائل
معاملات	بیوع، اجارہ، شرکت، کفالہ، حوالہ	مالی لین دین اور کاروباری شراکت کے احکام
خاندانی قوانین	نکاح، طلاق، رضاعت، نفقات	ازدواجی و خاندانی زندگی کے مسائل
قضاء و سزا	حدود، جنایات، قضاء، شہادات	عدالتی نظام اور تعزیرات سے متعلق ابواب

ترکہ اور وصیت کی تقسیم کے اصول	وصایا، فرائض	میراث و وصیت

اسلوب اور منہج کی خصوصیات

کنز الدقائق کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کا غیر معمولی اختصار ہے۔ کتاب کا نام ہی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے: یہ دقائق یعنی باریک اور گہرے مسائل کا خزانہ ہے جو مختصر عبارت میں سمیٹ دیا گیا ہے۔ مصنف نے اکثر مقامات پر دلائل اور علتیں ذکر نہیں کیں، بلکہ صرف حکم اور مسئلہ بیان کیا ہے، کیونکہ متن کا مقصد دلائل کی کتاب نہیں بلکہ مسائل کی یاد دہانی اور حوالے کی بنیاد فراہم کرنا ہوتا ہے۔ بعض مقامات پر مصنف نے اشارات اور رموز سے کام لیا ہے، جن کی تشریح کے بغیر عبارت کو پوری طرح سمجھنا مشکل ہوتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی شرحیں ہمیشہ تدریس میں ساتھ رکھی گئی ہیں۔ ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے متاخرین کے نزدیک راجح اور مفتیٰ بہ اقوال کو ترجیح دی ہے، تاکہ کتاب عملی فتویٰ اور قضاء کے لیے قابل اعتماد رہے۔

اختصار کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی زبان سلیس مگر اصطلاحی ہے۔ فقہ حنفی کی اصطلاحات سے واقف طالب علم کے لیے یہ عبارت رواں ہے، لیکن نئے طالب علم کے لیے ہر سطر استاد یا شرح کی محتاج ہے۔ مدارس میں یہی طریقہ رائج ہے کہ پہلے آسان متون پڑھائے جاتے ہیں اور پھر کنز الدقائق جیسے دقیق متن کی طرف بڑھا جاتا ہے۔ اس تدریجی نصابی ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کا درجہ بنیادی نہیں بلکہ متوسط سے اعلیٰ درجے کا ہے، جہاں طالب علم سے توقع ہوتی ہے کہ وہ مسائل کو دلائل اور تقابلی بحث کے پس منظر میں سمجھ سکے۔



شکل 1: فقہ واصول فقہ کی چند مشہور کلاسیکی کتب کی زمانی ترتیب (ہجری سال کے مطابق)

شروحات وحواشی کی روایت

کسی متن کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاتا ہے کہ بعد کے علماء نے اس پر کتنا کام کیا۔ کنز الدقائق اس لحاظ سے خوش قسمت کتاب ہے۔ اس کی مشہور ترین شروحات میں علامہ زیلعی کی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق خاص مقام رکھتی ہے جس میں مسائل کو دلائل کے ساتھ پھیلا کر بیان کیا گیا ہے۔ ابن نجیم مصری کی البحر الرائق شرح کنز الدقائق فقہ حنفی کی ضخیم اور مستند شروحات میں شمار ہوتی ہے اور مفتیان کے لیے اہم حوالہ ہے۔ بدر الدین عینی کی رمز الحقائق بھی اس کی معروف شرح ہے۔ ان شروحات کے علاوہ کتاب پر حواشی اور اختصارات بھی لکھے گئے۔ اس پوری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کنز الدقائق محض نصابی کتاب نہیں رہی بلکہ تحقیق وفتویٰ کی دنیا میں بھی زندہ ماخذ بنی رہی۔

شروحات کی یہ کثرت ایک اور نکتہ بھی واضح کرتی ہے کہ متن اور شرح کا تعلق لازم وملزوم کا ہے۔ متن مسائل کا نقشہ دیتا ہے، شرح اس نقشے کی تفصیل، دلائل اور اطلاقات بیان کرتی ہے۔ جو طالب علم صرف متن پڑھ کر آگے بڑھ جائے، وہ اکثر مسائل کی علت اور ان کے پس منظر سے محروم رہتا ہے، اس لیے اساتذہ ہمیشہ مشورہ دیتے ہیں کہ کنز الدقائق کو کسی معتبر شرح کے ساتھ پڑھا جائے اور جہاں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے درمیان اختلاف ہو، وہاں ترجیح کے اصول کو بھی سمجھا جائے۔

فقہ حنفی میں کتاب کا مقام اور نصابی اہمیت

حنفی روایت میں متون اربعہ کا ذکر عام ہے، جن سے مراد وہ چار متون ہیں جن پر متاخرین کا اعتماد رہا ہے: مختصر القدوری، الوقایہ، المختار اور کنز الدقائق۔ بعض علماء نے ان میں ملتقی الابحر کو بھی نمایاں مقام دیا ہے۔ کنز الدقائق کو ان متون میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں نسبتاً زیادہ مسائل کو انتہائی اختصار سے سمیٹا گیا ہے۔ برصغیر کے درس نظامی کے نصاب میں یہ کتاب فقہ کی اہم کتابوں میں شامل رہی ہے، اور عالمیت کے مراحل میں اسے پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے طالب علم کو صرف مسائل ہی نہیں ملتے بلکہ فقہی ذوق، اصطلاحات کی پہچان اور کتب فقہ سے استفادے کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے، جو آگے چل کر ہدایہ، فتح القدیر اور رد المحتار جیسی بڑی کتابوں کے مطالعے کی بنیاد بنتی ہے۔

اختتام سے پہلے یہ تنبیہ بھی ضروری ہے کہ یہ تعارف درسی کتاب کے عمومی اور معروف علمی مواد پر مبنی ہے۔ کتاب کے کسی خاص باب کی عبارت، اشارات یا نسخوں کے اختلاف جیسی دقیق تفصیلات کے لیے اصل متن اور اس کی معتبر شروحات کا براہ راست مطالعہ ناگزیر ہے، اور کسی عملی شرعی مسئلے میں حتمی رائے کے لیے اہل علم مفتیان کرام کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ کنز الدقائق فقہ حنفی کا وہ مستند متن ہے جس میں علامہ حافظ الدین نسفی رحمہ اللہ نے پورے مسلک کے معتمد مسائل کو خزانے کی طرح مختصر عبارت میں محفوظ کر دیا ہے۔ مصنف کی فقہی و اصولی مہارت، کتاب کی جامع ترتیب، مفتیٰ بہ اقوال کی ترجیح، اور اس پر لکھی جانے والی عظیم شروحات، یہ سب مل کر اس کتاب کو صدیوں سے زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ طالب علم اگر اسے شرح اور استاد کی رہنمائی کے ساتھ پڑھے تو اسے فقہ حنفی کو اس کے اصل مصادر سے سمجھنے کا بہترین ذریعہ میسر آ جاتا ہے۔ یہی اس کتاب کی اصل قدر و قیمت اور اس کی دائمی شہرت کا راز ہے۔

سوال نمبر 2: بدایۃ المجتہد پر جامع مضمون (20 نمبر)

سوال نمبر 2۔ بدایۃ المجتہد پر جامع مضمون تحریر کریں۔ (20 نمبر)

تعارف: فقہ اسلامی کی تاریخ میں تقابلی فقہ یعنی فقہ مقارن کی روایت کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس میں مختلف فقہی مسالک کے مواقف، ان کے دلائل اور اختلاف کے اسباب کو ایک ساتھ سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس روایت کی سب سے مشہور اور ہمہ گیر کتاب ابن رشد قرطبی کی بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد ہے، جو عام طور پر مختصراً بدایۃ المجتہد کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ کتاب محض مالکی فقہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ فقہی اختلافات کا ایسا علمی خزانہ ہے جس نے بعد کے تقابلی مطالعے کی بنیاد رکھنے میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ اس مضمون میں مصنف کے تعارف، کتاب کے موضوع و منہج، اس کی ترتیب و ابواب، اختلاف کے اسباب پر اس کی مشہور بحث، اس کی خصوصیات و اثرات اور اس کے محاسن و حدود کا جامع جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

بدایۃ المجتہد کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ کتاب اس زمانے میں لکھی گئی جب اندلس اور مغرب اسلامی میں مالکی مسلک غالب تھا، لیکن مصنف نے مسلکی تعصب سے بلند ہو کر تمام بڑے مسالک کے دلائل کو انصاف کے ساتھ پیش کیا۔ یہی وسیع النظری اس کتاب کی سب سے بڑی پہچان ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی جامعات میں تقابلی فقہ پڑھانے کے لیے اسے بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

مصنف ابن رشد کا تعارف

کتاب کے مصنف ابو الولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی ہیں، جو ابن رشد الحفید کے نام سے مشہور ہیں اور مغربی دنیا میں ایوروس (Averroes) کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ آپ 520 ہجری میں قرطبہ میں پیدا ہوئے اور 595 ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا خاندان علم و قضاء کا مشہور خاندان تھا: آپ کے دادا ابن رشد الجد اپنے وقت کے عظیم مالکی فقیہ اور قاضی تھے، جن کی کتاب المقدمات الممہدات مشہور ہے۔ ابن رشد نے فقہ کے ساتھ ساتھ فلسفہ، منطق، طب اور فلکیات میں بھی گہرا مطالعہ کیا اور ارسطو کی کتابوں کی شروحات لکھیں، لیکن فقہ میں ان کی شناخت بدایۃ المجتہد سے ہی قائم ہے۔ آپ قرطبہ کے قاضی بھی رہے۔ فقیہ، قانون دان اور مفکر کی یہ جامع شخصیت کتاب کے منہج میں صاف جھلکتی ہے، جہاں ہر مسئلے کو دلیل، علت اور منطقی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

ابن رشد کے علمی پس منظر کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے دادا کی فقہی روایت ورثے میں پائی، مگر آپ کا ذہن محض تقلیدی نہیں تھا۔ آپ اختلاف کی اصل وجہ تلاش کرنے، ہر قول کی دلیل کو اس کے اپنے اصولوں پر پرکھنے اور قاری کو خود نتیجے تک پہنچنے کی دعوت دینے کے قائل تھے۔ یہی مزاج بدایۃ المجتہد کو دوسری فقہی کتابوں سے ممتاز کرتا ہے اور اسے مجتہد کی تربیت کے لیے لکھی گئی کتاب بناتا ہے، جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے۔

کتاب کا پورا نام، مقصد اور موضوع

کتاب کا مکمل نام بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد ہے۔ نام سے ہی مصنف کا مقصد واضح ہو جاتا ہے: یہ کتاب مجتہد کے لیے آغاز اور مقتصد یعنی میانہ روی اختیار کرنے والے طالب علم کے لیے انتہا ہے۔ اس کا موضوع فقہ کے وہ مشہور اختلافی مسائل ہیں جن میں ائمہ و فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، خصوصاً عبادات، معاملات، نکاح و طلاق اور قضاء و

حدود کے ابواب میں۔ مصنف نے عام طور پر ان مسائل پر توجہ دی ہے جو یا تو نصوص پر مبنی ہیں یا قیاس و اجتہاد سے تعلق رکھتے ہیں، اور جن میں اختلاف واقعی علمی بنیاد رکھتا ہے۔ اتفاقی مسائل کو اجمالاً ذکر کر کے اصل توجہ اختلافی مباحث پر رکھی گئی ہے، تاکہ کتاب کا حجم قابو میں رہے اور طالب علم کو اختلاف کی حقیقت سمجھنے میں مدد ملے۔

جدول 1: بدایۃ المجتہد کی نمایاں خصوصیات

تفصیل	خصوصیت
حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظاہری سمیت بڑے مسالک کے مواقف و دلائل کا تقابل	تقابلی منہج
کتاب کے مقدمے میں اختلاف پیدا ہونے کے اسباب کی اصولی وضاحت	اختلاف کے اسباب کی بحث
ہر مسئلے میں دلیل، علت اور مناقشہ پیش کرنے کا اہتمام	علت و دلیل پر زور
مالکی پس منظر کے باوجود دیگر مسالک کے دلائل کو انصاف سے پیش کرنا	غیر جانبدارانہ اسلوب
داداکی المقدمات وغیرہ کی روایت سے استفادہ اور اس کی تکمیل کا رنگ	ابن رشد الجد سے تعلق

ترتیب، ابواب اور انداز بیان

کتاب کی ترتیب فقہ کی روایتی ترتیب کے مطابق ہے۔ طہارت و نماز سے آغاز ہوتا ہے اور پھر زکاۃ، روزہ، حج، جہاد، بیوع و دیگر معاملات، نکاح و طلاق، اور آخر میں اقضیہ، حدود و جنایات جیسے ابواب آتے ہیں۔ ہر کتاب یعنی بڑے باب کے شروع میں مصنف کبھی پہلے اتفاقی اصول بیان کرتا ہے، پھر اختلافی فروع کو ایک ایک کر کے لیتا ہے۔ ہر مسئلے میں عمومی ڈھانچہ یہ ہے کہ پہلے مسئلہ بیان ہوتا ہے، پھر مختلف ائمہ کے اقوال ذکر ہوتے ہیں، پھر ہر قول کی دلیل پیش کی جاتی ہے، پھر کبھی دلائل پر مناقشہ اور ترجیح بھی آتی ہے۔

زبان علمی اور مربوط ہے۔ ابن رشد کا فلسفیانہ تربیت یافتہ ذہن عبارات کو تقسیم و ترتیب کی خوبصورتی عطا کرتا ہے، چنانچہ قاری کو ہر بحث ایک منظم عمارت کی طرح دکھائی دیتی ہے جس کا ہر حصہ اپنی جگہ پر ہے۔

کتاب کے مقدمے کو خاص اہمیت حاصل ہے، جس میں مصنف نے فقہی اختلاف کے اسباب پر گفتگو کی ہے۔ اس کے نزدیک اختلاف کا بڑا سبب الفاظ کے اشتراک و اجمال، نصوص کے ظاہر ہونے یا نہ ہونے، احادیث کے پہنچنے اور نہ پہنچنے، قیاس کے اطلاق میں فرق اور اس جیسی اصولی وجوہات ہیں۔ یہ بحث دراصل اس پورے فن کی کنجی ہے جسے بعد میں اصول فقہ اور تقابلی فقہ کی کتابوں میں پھیلایا گیا۔ مقدمہ پڑھنے سے طالب علم کو یہ شعور حاصل ہوتا ہے کہ فقہی اختلاف اکثر دلیل کی بنیاد پر قائم علمی اختلاف ہے، نہ کہ خواہش یا ضد کا نتیجہ، اور یہی شعور بین المسالک احترام اور علمی بردباری کی بنیاد بنتا ہے۔

کتاب کا اہمیت، اثرات اور اردو و دیگر زبانوں میں انتقال

بدایۃ المجتہد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب مشرق و مغرب دونوں جگہ تقابلی فقہ کا معیاری ماخذ تسلیم کی گئی۔ اندلس و مغرب میں مالکی طلبہ اسے پڑھتے رہے، اور جدید دور میں جب جامعات میں فقہ مقارن باقاعدہ مضمون بنا تو اس کتاب کو نصابوں میں مرکزی مقام ملا۔ اس کے تراجم کئی زبانوں میں ہوئے اور اس پر تحقیقی کام بھی ہوا ہے۔ پاکستان اور برصغیر کی جامعات میں بھی اسلامی فقہ کے مطالعے میں اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا جاتا ہے۔ فقہ کے علاوہ یہ کتاب اسلامی قانون کی تاریخ اور مسالک کے تقابلی مطالعے کے محققین کے لیے بھی ناگزیر حوالہ ہے، کیونکہ اس میں بارہویں صدی عیسوی تک کے فقہی اختلاف کا نقشہ بڑی حد تک محفوظ ہو گیا ہے۔

اس کتاب کا ایک اہم اثر یہ بھی ہے کہ اس نے فقہ کی تدریس کو محض اپنے مسلک کے مسائل یاد کرنے سے آگے بڑھا کر دلیل کی پہچان اور اختلاف کی تفہیم تک وسعت دی۔ آج جب بین المسالک مکالمہ اور تقریب کی بات ہوتی ہے تو بدایۃ المجتہد جیسی کتابیں یہ سکھاتی ہیں کہ اختلاف کو دلیل کے دائرے میں رہ کر سمجھا جائے۔ البتہ یہ حد بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ ابن رشد نے اپنے زمانے کے دستیاب مآخذ کی روشنی میں لکھا تھا اور بعض مسائل میں کسی مسلک کے تمام متاخر ترقی یافتہ مواقف کا احاطہ مقصود نہیں تھا، اس لیے عصر حاضر کے محقق کو اصل مسالک کی اپنی معتبر کتابوں سے بھی رجوع کرنا چاہیے۔

تنبیہ برائے طالب علم

اس مضمون میں کتاب کا تعارف درسی اور عمومی علمی معلومات کی بنیاد پر پیش کیا گیا ہے۔ کسی خاص اختلافی مسئلے میں کسی مسلک کا دقیق موقف یا ابن رشد کی عبارت کا لفظی مفہوم جاننے کے لیے اصل کتاب کا مطالعہ ضروری ہے، اور عملی زندگی کے شرعی مسائل میں فیصلہ اہل علم و افتاء کی طرف رجوع کر کے ہی کرنا چاہیے۔ یہی علمی امانت اس کتاب کے مطالعے کا بھی تقاضا ہے، کیونکہ ابن رشد خود بھی دلیل کے بغیر کسی بات کو قبول کرنے کے قائل نہیں تھے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد تقابلی فقہ کی عظیم ترین کلاسیکی کتابوں میں سے ہے۔ ابن رشد نے اس میں فقہی اختلاف کو اس کے اسباب، دلائل اور علتوں سمیت اس انصاف اور ترتیب سے پیش کیا کہ یہ کتاب آٹھ صدیوں سے اہل علم کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ مجتہد کے لیے یہ آغاز کی کتاب ہے۔ لیے ہے کہ اس سے اجتہاد کے راستے کا نقشہ ملتا ہے اور طالب علم کے لیے انتہا اس لیے کہ یہ اسے فقہ کی وسعت کا شعور دیتی ہے۔ فقہ و اصول فقہ کے مصادر کے مطالعے میں اس کتاب کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں، اور یہی اس کا مستقل مقام ہے۔

سوال نمبر 3: وقایہ، قدوری اور التجرید پر نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 3۔ فقہ حنفی کی کتب وقایہ، قدوری اور التجرید پر نوٹ لکھیں۔ (20 نمبر)

تعارف: فقہ حنفی کی تدوین و تعلیم کی تاریخ متون کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ ابتدا میں فقہ کی بڑی اور بسیط کتابیں لکھی گئیں جن میں مسائل دلائل کے ساتھ بیان ہوتے تھے، مگر تعلیم و حفظ کے لیے مختصر متون کی ضرورت محسوس ہوئی جن میں صرف مسائل سمیٹ دیے جائیں۔ اسی ضرورت کے تحت قدوری اور وقایہ جیسے متون وجود میں آئے، جبکہ

التجرید جیسی کتابیں اختلاف و تقابل کے میدان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس نوٹ میں تینوں کتابوں کا الگ الگ تعارف پیش کیا جاتا ہے: مختصر القدوری کے مصنف، اسلوب اور شروح، الوقایہ کے مصنف خاندان، اس کی شرح اور نصابی حیثیت، اور التجرید کی نوعیت و موضوع۔ آخر میں تینوں کا تقابلی خلاصہ اور فقہ حنفی میں مجموعی مقام بیان کیا جائے گا۔

ان تینوں کتابوں کا ایک ساتھ مطالعہ اس لیے مفید ہے کہ یہ فقہ حنفی کی کتابیات کے تین مختلف رخ دکھاتی ہیں: قدوری متن سازی کی ابتدائی اور پختہ مثال ہے، وقایہ ہدایہ کے مسائل کو متن میں سمیٹنے کی کامیاب کوشش ہے، اور التجرید اختلافی فقہ و مناظراتی اسلوب کی نمائندہ کتاب ہے۔ اس تنوع کو سمجھے بغیر حنفی مصادر کی پہچان ادھوری رہتی ہے۔

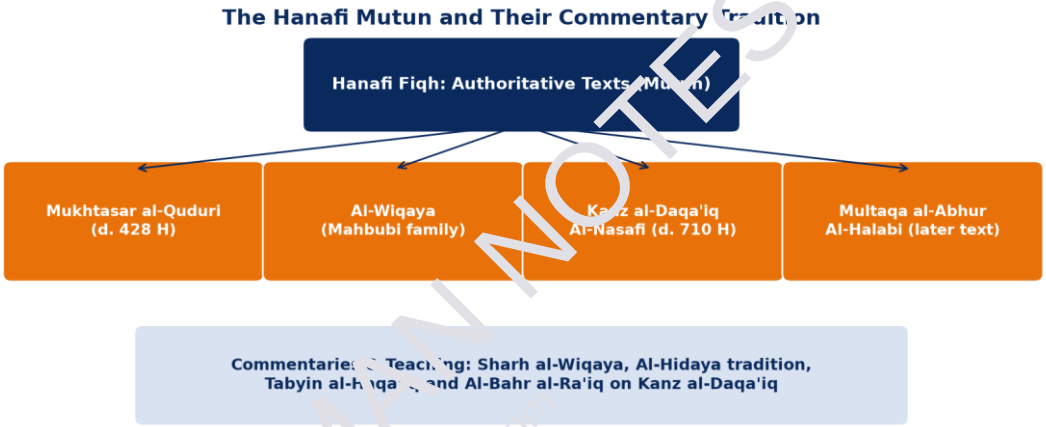
مختصر القدوری: مصنف اور کتاب

مختصر القدوری کے مصنف ابو الحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری البغدادی رحمہ اللہ ہیں، جن کی ولادت 362 ہجری اور وفات 428 ہجری بغداد میں ہوئی۔ آپ اپنے زمانے میں عراق کے حنفیہ کے سربراہ تسلیم کیے جاتے تھے۔ مختصر القدوری فقہ حنفی کے قدیم ترین اور معتبر ترین متون میں شمار ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں تقریباً پورے فقہی ذخیرے کے بنیادی مسائل کو سمیٹا گیا ہے اور اس کی عبارت کو اس قدر جامع مانا گیا کہ بعد کے فقہاء نے اپنے متون میں عموماً اسی کی ترتیب کو اپنایا۔ کتاب کا آغاز کتاب الطہارہ سے ہوتا ہے اور ترتیب وار عبادات، معاملات، نکاح و طلاق اور حدود و قضاء کے ابواب آتے ہیں۔ قدوری میں دلائل عموماً ذکر نہیں کیے جاتے، صرف مسئلہ اور حکم بیان ہوتا ہے، اور جہاں صاحبین یعنی امام ابو یوسف و امام محمد کا امام ابو حنیفہ سے اختلاف ہوتا ہے وہاں اس کی نشاندہی بھی ملتی ہے۔ اس کتاب کو حنفی مدارس میں ہمیشہ اولیت حاصل رہی اور آج تک یہ درس نظامی سمیت کئی نصابوں کی بنیادی کتاب ہے۔

قدوری کی شروحات اور اس کی قبولیت

مختصر القدوری کی مقبولیت کا اندازہ اس کی شروحات کی کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کی مشہور شرح اللباب فی شرح الکتاب عبد الغنی المیدانی کی ہے، جو آج بھی عام پڑھی جاتی ہے اور اپنی سہولت و جامعیت کی وجہ سے اساتذہ کی پسندیدہ شرح ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس پر بہت سی شروح و حواشی لکھے گئے جن میں مسائل کی توضیح اور اطلاقات بیان کی گئیں۔ قدوری کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ مرغینانی نے ہدایہ کی تصنیف میں اسے اہم مآخذ کے طور پر سامنے رکھا، بلکہ ہدایہ فی الحقیقت بدایۃ المبتدی کی شرح ہے اور بدایۃ

المبتدی قدوری اور امام محمد کی الجامع الصغیر کے مسائل کا مجموعہ ہے۔ اس طرح قدوری حنفی فقہ کی پوری تدریسی عمارت کی بنیادوں میں شامل ہے۔ جو طالب علم قدوری اچھی طرح پڑھ لے، اسے پورے فقہ کا بنیادی ڈھانچہ ذہن نشین ہو جاتا ہے اور آگے کی بڑی کتابوں کے لیے راستہ کھل جاتا ہے۔



شکل 1: فقہ حنفی کے مشہور متون اور ان کی شرحی روایت کا خاکہ

الوقایہ: مصنف، پس منظر اور اس کی شرح

الوقایہ کا پورا نام الوقایہ فی مسائل الہدایہ ہے۔ اس کے مصنف کا تعلق بخارا کے مشہور علمی خاندانِ محبوبی سے ہے، اور ان کا نام برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ الاول کے طور پر مشہور ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ متن اپنے نواسے عبید اللہ بن مسعود کے لیے ہدایہ کے مسائل کو منتخب اور مختصر کر کے تیار کیا تھا۔ یہی عبید اللہ بن مسعود آگے چل کر صدر الشریعہ الثانی کے نام سے مشہور ہوئے اور انہوں نے اپنے نانا کے اسی متن کی مشہور و معروف شرح شرح الوقایہ لکھی، جسے متن کے ساتھ ہی پڑھایا جاتا ہے۔

صدر الشریعہ نے اس متن کا ایک مزید اختصار النقایہ بھی تیار کیا۔ وقایہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہدایہ جیسی ضخیم کتاب کے مسائل کو حسن ترتیب سے سمیٹا گیا ہے اور چونکہ ہدایہ کو فقہ حنفی میں خاص مقام حاصل ہے، اس لیے اس کے متن کو بھی نصاب میں مستقل جگہ ملی۔ برصغیر کے مدارس میں وقایہ مع شرح الوقایہ عرصہ دراز تک فقہ کی مرکزی نصابی کتاب رہی ہے۔

وقایہ کے مطالعے سے طالب علم کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ ہدایہ کے مباحث کی طرف بڑھنے سے پہلے اس کے مسائل کی بنیادی ساخت سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کی عبارت قدوری کے مقابلے میں کہیں زیادہ مختصر و دقیق ہے، اس لیے اسے بھی شرح کے بغیر پڑھنا مشکل سمجھا جاتا ہے۔ مدارس کے مراحل میں عام ترتیب یہ رہی ہے کہ پہلے قدوری، پھر کنز یا وقایہ، اور اس کے بعد ہدایہ پڑھائی جاتی ہے۔ یوں وقایہ درمیانی کڑی کا کردار ادا کرتی ہے جو طالب علم کو ابتدائی متن سے اعلیٰ شرحی مباحث تک لے جاتی ہے۔

التجرید: نوعیت اور موضوع

التجرید امام قدوری ہی کی تصنیف ہے اور اس کی نوعیت مختصر القدوری سے بالکل مختلف ہے۔ یہ فقہ حنفی کی اختلافی یعنی خلافیات کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے، جس میں بالخصوص حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان اختلافی مسائل کو دلائل کے ساتھ زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس کا موضوع فقہی اختلافات اور مناظرہ و مکالمے کا وہ اسلوب ہے جس میں ہر فریق کے دلائل پیش کر کے ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس کتاب کی ضخامت مختصر کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اور یہ کئی جلدوں میں چھپی ہے۔ التجرید سے یہ اہم حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ امام قدوری صرف متن نویس نہیں تھے بلکہ خلافیات و دلائل کے میدان کے بھی ماہر تھے۔ طالب علم کے لیے اس کا سبق یہ ہے کہ ایک ہی مصنف کی مختلف کتابیں مختلف مقاصد کے لیے ہوتی ہیں: مختصر حفظ و تدریس کے لیے اور التجرید تحقیق و تقابل کے لیے۔ مصادر کی پہچان میں یہ فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

جدول 1: تینوں کتب کا تقابلی جائزہ

کتاب	مصنف	نوعیت	نمایاں پہلو
مختصر القدوری	امام ابوالحسین احمد بن محمد القدوری (م 428ھ)	فقہ حنفی کا متن	قدیم ترین معتبر متون میں سے؛ ہدایہ کا اہم ماخذ؛ مشہور شرح اللباب
الوقایہ	برہان الشریعہ محبوبی	ہدایہ کے مسائل کا متن	مشہور شرح: شرح الوقایہ از صدر الشریعہ الثانی؛ اختصار: النقایہ

حنفی و شافعی اختلافی مسائل دلائل کے ساتھ؛ ضخیم تحقیقی کتاب	خلافیات / تقابلی فقہ	امام قدوری	التجرید

تینوں کتب کا مجموعی مقام

مجموعی طور پر یہ تینوں کتابیں فقہ حنفی کے ذخیرے کے تین اہم ستون ہیں۔ قدوری نے متن کی شکل میں پورے مسلک کو بنیادی صورت دی، وقایہ نے ہدایہ کے مسائل کو تدریسی متن میں ڈھالا، اور التجرید نے اختلافی مسائل میں دلائل کی دنیا کھولی۔ علماء نے جب بھی حنفی معتبر کی درجہ بندی کی تو متونِ معتبرہ میں قدوری اور کنز وغیرہ کو اور تقابلی ذخیرے میں اس نوع کی کتب کو ساتھ ساتھ ذکر کیا۔ آج کے طالب علم کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ جدید فقہی تحقیق میں حوالہ ہمیشہ انہی اصل مصادر سے دیا جاتا ہے، اور ثانوی خلاصوں پر اکتفا علمی کمزوری سمجھا جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی ضروری ہے کہ کتابوں کے نسخوں، طبعات اور بعض جزوی تفصیلات میں اہل علم کے ہاں مباحث پائے جاتے ہیں، اس لیے دقیق تحقیق کے لیے مستند طبعات اور شروحات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ قدوری، وقایہ اور التجرید تینوں فقہ حنفی کی کتابی تاریخ کے نمایاں سنگ میل ہیں۔ قدوری اختصار و جامعیت، وقایہ ہدایہ کی متن سازی اور التجرید دلائل و تقابل کی نمائندگی کرتی ہے۔ ان کتابوں کو ترتیب سے سمجھنا طالب علم کو یہ شعور دیتا ہے کہ فقہ کی کتابیں کیوں لکھی جاتی ہیں، ان کے قارئین کون ہوتے ہیں اور ہر کتاب سے استفادے کا درست طریقہ کیا ہے۔ یہی شعور مصادر فقہ کے اس کورس کا اصل حاصل ہے۔

سوال نمبر 4: امام شافعیؒ کی کتاب الرسالہ کا مفصل تعارف (20 نمبر)

سوال نمبر 4۔ امام شافعیؒ کی کتاب الرسالہ کا مفصل تعارف تحریر کریں۔ (20 نمبر)

تعارف: اصول فقہ کی تاریخ میں الرسالہ کو وہ مقام حاصل ہے جو کسی فن کی پہلی باقاعدہ کتاب کو حاصل ہوتا ہے۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (150 تا 204 ہجری) نے اس کتاب میں پہلی مرتبہ استنباط احکام کے اصولوں کو منظم اور مدون صورت دی۔ اس سے پہلے فقہاء مسائل بیان کرتے تھے اور اصول ان کے عمل میں موجود ہوتے تھے، مگر اصول کو مستقل فن کے طور پر لکھنے کی ابتدا الرسالہ سے ہوئی، اسی لیے امام شافعی کو اصول فقہ کا بانی اور واضع تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس جواب میں مصنف کے تعارف، کتاب کی تصنیف کے پس منظر، اس کے مرکزی موضوع یعنی بیان کے حصور، اس کے ابواب و مباحث، اس کے منہج و اسلوب، اور اصول فقہ کی پوری تاریخ پر اس کے اثرات کا مفصل جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

الرسالہ کی اہمیت صرف اس کی قدامت میں نہیں ہے بلکہ اس کے مواد میں بھی ہے۔ آج اصول فقہ کی ہر کتاب میں جن مباحث پر گفتگو ہوتی ہے یعنی کتاب و سنت کا تعلق، ناسخ و منسوخ، عام و خاص، اجماع، قیاس، اجتہاد اور استحسان پر نقد، ان سب کی بنیادی صورتیں الرسالہ میں موجود ہیں۔ یہ کتاب بعد کی پورے ہزار سال کی اصولی ادب کی ماں کی حیثیت رکھتی ہے۔

مصنف امام شافعی رحمہ اللہ کا مختصر تعارف

امام شافعی کا نام محمد بن ادریس بن العباس الشافعی ہے۔ آپ 150 ہجری میں غزہ میں پیدا ہوئے، مکہ مکرمہ میں پرورش پائی، کم عمری میں قرآن مجید اور موطا امام مالک حفظ کی، مدینہ منورہ جا کر امام مالک سے علم حاصل کیا، پھر بغداد میں امام محمد بن الحسن الشیبانی سے فقہ حنفی کی کتابیں پڑھیں اور اہل عراق کے منہج سے واقف ہوئے، اس کے بعد مصر گئے جہاں آپ کے اجتہاد نے آخری صورت اختیار کی۔ 204 ہجری میں مصر ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی اس علمی سیرت نے آپ کو اہل حجاز کی روایت اور اہل عراق کے رائے و قیاس دونوں مناہج سے بہرہ ور کیا، اور اسی امتزاج سے آپ کا منفرد اصولی نظام وجود میں آیا جس کی سب سے بڑی دستاویز الرسالہ ہے۔ آپ کی دوسری عظیم تصنیف الام ہے جو آپ کے فقہی اقوال و مسائل کا مجموعہ ہے، جبکہ الرسالہ اصول کی کتاب ہے۔ اصول و فروع کی یہ تقسیم بھی امام شافعی کے ذہن کی ترتیب کو ظاہر کرتی ہے۔

کتاب کی تصنیف کا پس منظر

روایات کے مطابق الرسالہ کی تصنیف کی تحریک یہ ہوئی کہ آپ کے شاگرد اور محدث عبدالرحمٰن بن مہدی نے آپ سے درخواست کی کہ آپ قرآن و سنت سے احکام کے استنباط کے اصولوں پر ایک کتاب لکھیں، چنانچہ امام شافعی نے یہ کتاب تحریر فرمائی اور اسی سوال و جواب کے پس منظر کی وجہ سے اس کا نام الرسالہ یعنی پیغام یا خط پڑا۔ کتاب کے دو نسخوں یا صورتوں کا ذکر اہل علم کرتے ہیں: ایک قدیم صورت جو بغداد کے دور سے منسوب ہے اور دوسری نئی صورت جو مصر میں نظر ثانی کے بعد سامنے آئی، اور آج جو متن دستیاب ہے وہ عموماً اسی مصری صورت کی نمائندگی کرتا ہے۔ امام شافعی نے کتاب میں جگہ جگہ فرضی مکالمے کا اسلوب اختیار کیا ہے، یعنی ایک سائل سوال کرتا ہے اور مصنف اس کا مدلل جواب دیتا ہے۔ یہ اسلوب مشکل اصولی مباحث کو واضح کرنے میں نہایت موثر ثابت ہوا، اور بعد کے مصنفین نے اسے بڑے پیمانے پر اپنایا۔

جدول 1: الرسالہ کے مرکزی مباحث

مبحث	خلاصہ
البیان	اللہ تعالیٰ کے خطاب کے واضح ہونے کی صورتیں؛ کتاب کی کل بحث کا محور
کتاب و سنت کا تعلق	سنت قرآن کی بیان و تفسیر ہے؛ سنت کی حجیت قرآن ہی سے ثابت ہے
خبر واحد کی حجیت	ثقہ راوی کی خبر واحد سے شرعی حکم ثابت ہونے کی بحث
ناسخ و منسوخ	قرآن کا نسخ قرآن سے اور سنت کے نسخ کے اصول کی وضاحت
عام و خاص، مطلق و مقید	الفاظ کے دلالتی مباحث کی بنیادیں
اجماع و قیاس	اجماع کی حجیت اور قیاس کی شرائط و حدود کی تعیین
اجتہاد و استحسان پر نقد	اجتہاد قیاس کے دائرے میں ہے؛ بے ضابطہ استحسان کی تردید

مرکزی تصور: البیان

الرسالہ کا مرکزی تصور بیان ہے۔ امام شافعی کے نزدیک شریعت کا خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان ہے، جس کی مختلف صورتیں ہیں: بعض احکام قرآن میں بالکل واضح آئے ہیں جنہیں کسی اور بیان کی حاجت نہیں، بعض کا اجمال سنت نے کھولا ہے، بعض احکام صرف سنت سے ملتے ہیں جو خود قرآن کے اس اصول پر مبنی ہے کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، اور بعض مسائل میں اجتہاد و قیاس سے حکم تک پہنچا جاتا ہے۔ اس تقسیم کا مقصد یہ بتانا ہے کہ سنت قرآن سے الگ کوئی متوازی ماخذ نہیں بلکہ اسی کا بیان ہے، اس لیے سنت کی حجیت کو ماننا عین قرآن کو ماننا ہے۔ اسی بنیاد پر امام شافعی نے ان لوگوں کی تردید کی جو سنت کو ترک کر کے صرف ظاہر قرآن پر اکتفا کرتے تھے، اور ان کی بھی جو قیاس و رائے کو بے لگام چھوڑ دیتے تھے۔ یہ متوازن موقف الرسالہ کی روح ہے اور یہی اس کے بعد کے تمام اصول کا نقطہ آغاز بنا۔

قیاس، اجتہاد اور استحسان سے متعلق مباحث

الرسالہ میں قیاس کو ایک ضابطے کے تابع کیا گیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک قیاس کی بنیاد کتاب و سنت میں موجود علت ہے، مجتہد نئے پیش آمدہ مسئلے کو اسی اصل پر لوٹاتا ہے جس سے حکم ثابت ہے۔ اجتہاد بھی اسی دائرے میں ہوتا ہے، چنانچہ ہر شخص کو اپنی رائے سے حکم لگانے کی اجازت نہیں۔ اسی پس منظر میں امام شافعی نے استحسان کے اس تصور پر نقد کیا جس میں بغیر کسی نص یا قیاس کی بنیاد کے پسندیدگی سے حکم لگایا جائے، کیونکہ ان کے نزدیک اس سے شریعت میں بے ضابطگی آتی ہے۔ ان مباحث کو پڑھتے ہوئے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ علمی مناقشہ اصولوں کی سطح پر ہے، ائمہ کے مابین ذاتی اختلاف نہیں، اور بعد کے علماء نے ان مباحث کو مزید وسعت دے کر ہر مسلک کے اصول متعین کیے۔ اسی طرح اختلاف صحابہ و ائمہ کے موقع پر آپ نے یہ اصول دیا کہ اختلاف کی صورت میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

کتاب کا منہج، اسلوب اور اثرات

منہج کے اعتبار سے الرسالہ کی خصوصیات یہ ہیں کہ مصنف ہر دعوے کو قرآن و سنت سے ثابت کرتا ہے، مخالف موقف کو پہلے اس کی پوری قوت سے پیش کرتا ہے پھر اس کا جواب دیتا ہے، اور اصطلاحات کو استعمال سے پہلے واضح کرتا ہے۔ اسلوب خطیبانہ نہیں بلکہ استدلالی ہے، اور زبان عربی فصاحت کا نمونہ ہے، کیونکہ امام شافعی لغت عرب کے

امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ اثرات کے اعتبار سے الرسالہ کے بعد اصول فقہ باقاعدہ فن بن گیا: حنفیہ نے کرخی، جصاص اور بزدوی کی صورت میں اپنے اصول مدون کیے، مالکیہ و شافعیہ و حنابلہ نے اپنی روایات مرتب کیں، اور یہ تمام سرگرمی دراصل الرسالہ کے کھولے ہوئے دروازے سے داخل ہوئی۔ آج اصول فقہ کی کوئی جامع تاریخ الرسالہ کے مفصل ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ جدید دور میں اس کتاب کے تراجم اور اس پر تحقیقی مطالعات بھی ہوئے ہیں جن سے اس کی عالمگیر اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

آخر میں یہ تنبیہ ضروری ہے کہ یہ تعارف درسی کتاب کے عمومی علمی مواد پر مبنی ہے۔ الرسالہ کے کسی خاص مسئلے کی عبارت، اس کا دقیق مفہوم یا نسخوں کے اختلافات جیسی تفصیلات کے لیے اصل کتاب اور اس کی مستند شروحات و تحقیقات سے رجوع کرنا چاہیے۔ اس گائیڈ میں کسی قول کو لفظ بہ لفظ نقل کرنے کا دعویٰ نہیں کیا گیا ہے، بلکہ مضامین کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے، اور یہی طریقہ طالب علم کو بھی اپنی اسائنمنٹ میں اپنانا چاہیے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ الرسالہ اصول فقہ کی پہلی مدون اور منظم کتاب ہے جس میں امام شافعی نے بیان کے مرکزی تصور کے گرد کتاب و سنت، اجماع، قیاس اور اجتہاد کے اصولوں کو مربوط نظام کی صورت دی۔ اس کتاب نے فقہ کو شخصیتوں کی رائے سے نکال کر اصولوں کی بنیاد پر قائم علم بنا دیا اور بعد کی تمام اصولی تصانیف اسی کی روشنی میں لکھی گئیں۔ مصادر فقہ و اصول فقہ کے طالب علم کے لیے الرسالہ کا تعارف حاصل کرنا دراصل پورے فن اصول کی بنیاد سے واقف ہونا ہے، اسی لیے اس کورس میں اس کتاب کو یہ مرکزی مقام دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 5: ظاہریہ کی کتب فقہ و اصول فقہ کا تعارف (20 نمبر)

سوال نمبر 5۔ ظاہریہ کی کتب فقہ اور اصول فقہ کا تعارف قلمبند کریں۔ (20 نمبر)

تعارف: فقہ اسلامی کے بڑے مسالک کے ساتھ ساتھ ظاہری مسلک ایک منفرد اصولی رجحان کی نمائندگی کرتا ہے جس کی بنیاد نصوص کے ظاہر پر عمل اور قیاس و رائے کے انکار پر ہے۔ اس مسلک کی پہچان پہلے داؤد بن علی الظاہری اور پھر سب سے بڑھ کر ابن حزم اندلسی کی تصانیف سے قائم ہوئی۔ اگرچہ یہ مسلک چار مشہور مسالک کی طرح وسیع

پیمانے پر باقی نہیں رہا، مگر اس کی کتابیں فقہ و اصول کی تاریخ کا اہم حصہ ہیں اور تقابلی مطالعے میں انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس جواب میں ظاہری مسلک کے مختصر پس منظر، اس کی فقہی کتب اور اصولی کتب کا تعارف، ابن حزم کی مرکزی تصانیف کا تفصیلی جائزہ، اور اس مسلک کے علمی اثرات و حدود کا تعلیمی و غیر جانبدارانہ مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بحث خالصتاً کتابیات و تاریخ علم کی سطح پر ہے۔

ظاہری کتب کا تعارف حاصل کرنے سے طالب علم کو دو فائدے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف صرف چار مسالک تک محدود نہیں رہا بلکہ اسلامی علمی تاریخ میں اور رجحانات بھی موجود رہے ہیں، اور دوسرا یہ کہ قیاس کی حجیت جیسے اصولی مباحث کی شدت و اہمیت واضح ہوتی ہے، کیونکہ ظاہری موقف دراصل انہی مباحث پر سخت نقد کی صورت میں سامنے آیا ہے۔

مسلک ظاہریہ کا مختصر پس منظر اور بانی

ظاہری مسلک کے بانی داؤد بن علی بن خلف الاصفہانی الظاہری (وفات 270 ہجری) تسلیم کیے جاتے ہیں۔ آپ ابتدا میں شافعی فقہ سے وابستہ رہے، پھر اس نتیجے پر پہنچے کہ احکام میں صرف کتاب و سنت کے ظاہر پر عمل کیا جائے اور قیاس، استحسان اور رائے کو دلیل نہ مانا جائے۔ ان کے نزدیک دلیل کی صورتیں کتاب، سنت اور اجماع ہیں اور نص کا ظاہری معنی ہی حجت ہے۔ آپ کے فرزند محمد بن داؤد نے بھی اس مسلک کی ترویج کی۔ بغداد میں اس مسلک کو کچھ عرصہ قبولیت ملی، مگر اس کا سب سے بڑا ترجمان اندلس میں ابن حزم ہوا، جس کی تصانیف نے اس مسلک کو محفوظ کر دیا، ورنہ داؤد ظاہری کی اپنی کتابیں بڑی حد تک ضائع ہو چکی ہیں۔ اسی لیے ظاہری فقہ کا مطالعہ عموماً ابن حزم ہی کی کتابوں سے کیا جاتا ہے، اور مصادر کے تعارف میں یہ حقیقت بیان کرنا ضروری ہے کہ مسلک کی بقا کا سہرا بڑی حد تک اسی ایک مصنف کے سر ہے۔

ابن حزم کا تعارف

ظاہری کتب کی بحث میں مرکزی شخصیت ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی ہیں، جو 384 ہجری میں قرطبہ میں پیدا ہوئے اور 456 ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا خاندان اندلس کی اموی حکومت سے وابستہ رہا اور آپ خود بھی کچھ عرصہ وزارت کے منصب پر فائز رہے، لیکن اصل شہرت آپ کو فقہ، اصول، حدیث، ادب اور تاریخ

کے عظیم مصنف کی حیثیت سے ملی۔ سیاسی اتار چڑھاؤ اور مخالفین کی سختیوں کے باوجود آپ نے تصنیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کا اسلوب تیز، مدلل اور مناظرانہ ہے۔ فقہ و اصول کے علاوہ آپ کی مشہور کتابوں میں الملل والنحل پر الفصل اور ادب واخلاق میں طوق الحمامہ شامل ہیں، مگر اس سوال کا تعلق ان کی فقہی و اصولی تصانیف سے ہے جن کا تعارف آگے آتا ہے۔

کتب فقہ: المحلیٰ اور دیگر فقہی تصانیف

ظاہری فقہ کی سب سے اہم اور ضخیم کتاب ابن حزم کی المحلیٰ بالاثار ہے، جو عام طور پر المحلیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب فقہ کے تمام ابواب کا احاطہ کرتی ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مسئلے میں پہلے ابن حزم اپنا موقف بیان کرتے ہیں، پھر مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرتے ہیں، پھر ان کے دلائل کا جائزہ لے کر اپنے موقف کی تائید قرآن و حدیث و آثار سے کرتے ہیں۔ اس طرح المحلیٰ صرف ظاہری فقہ کی کتاب نہیں بلکہ تقابلی فقہ اور حدیثی دلائل کا بھی بڑا ذخیرہ ہے، اور اسی لیے بعد کے علماء، خواہ وہ ظاہری موقف سے متفق نہ بھی ہوں، اس کتاب سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ یہ کتاب کئی ضخیم جلدوں میں چھپی ہے اور فقہی لٹریچر میں اس کا حوالہ عام ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ابن حزم کی فقہی آراء ان کی دوسری تصانیف میں بھی ملتی ہیں، اور ان کے بعض فقہی رسائل بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ المحلیٰ کا ایک مختصر یا اس سے متعلقہ کام بھی بعض فہرستوں میں ذکر ہوتا ہے، تاہم مصادر کے طالب علم کے لیے اصل توجہ المحلیٰ ہی پر رکھنی چاہیے۔

جدول 1: ظاہریہ کی نمایاں کتب

کتاب	مصنف	شعبہ	وضاحت
المحلیٰ بالاثار	ابن حزم	فقہ	تمام ابواب فقہ پر ضخیم کتاب؛ تقابلی اسلوب اور حدیثی دلائل کا خزانہ
الاحکام فی اصول الاحکام	ابن حزم	اصول فقہ	ظاہری اصول کی مفصل ترین کتاب؛

قیاس کی تردید اس کا مرکزی موضوع			
اجماعی مسائل کی نشاندہی سے متعلق مختصر مگر اہم کتاب	اصول / فقہ	ابن حزم	مراتب الاجماع
اصول فقہ کا مختصر متن جو الاحکام کے مباحث کا خلاصہ پیش کرتا ہے	اصول فقہ	ابن حزم سے منسوب	النبذۃ الکافیہ
مسلک کی بنیاد رکھنے والی کتابیں؛ بڑا حصہ زمانے کی نذر ہو گیا	فقہ و اصول	داؤد بن علی الظاہری	داؤد ظاہری کی تصانیف

کتب اصول فقہ: الاحکام فی اصول الاحکام وغیرہ

اصول فقہ میں ظاہریہ کی اہم ترین کتاب ابن حزم کی الاحکام فی اصول الاحکام ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے اپنے اصولی نظام کو مفصل بیان کیا ہے: دلیل کی اقسام، کتاب و سنت کے ظاہر پر عمل، زبان و الفاظ کے مباحث، ناسخ و منسوخ، اجماع کی تعریف و حدود، خبر کی اقسام، اور قیاس، استحسان، استصحاب اور تقلید کی سخت تردید۔ کتاب کا اسلوب مناظرانہ ہے اور مصنف مخالف اصول پر تنقید کو بحث کا باقاعدہ حصہ بناتا ہے۔ اس کے بغیر ظاہری اصول کو سمجھنا ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ مراتب الاجماع میں ان مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے جن پر مصنف کے نزدیک اجماع ثابت ہے، کیونکہ ظاہری نظام میں اجماع کو خاص مقام حاصل ہے گرچہ اس کی تعریف میں وہ صحابہ کے اجماع کو مرکزی اہمیت دیتے ہیں۔ اصول کا ایک مختصر متن النبذہ بھی ابن حزم سے منسوب ہے جو تدریسی اختصار کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ ان کتب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ظاہریہ کے ہاں اصول فقہ موجود ہے، مگر اس کی بنیاد قیاس کو خارج کر کے صرف نص و اجماع پر کھڑی کی گئی ہے۔

ظاہری کتب کی خصوصیات اور علمی اثرات

ظاہری کتب کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں نصوص کی جمع و تخریج پر غیر معمولی محنت ملتی ہے، ہر مسئلے میں مخالفین کے اقوال پوری تفصیل سے آتے ہیں، اور اسلوب میں جرات و صراحت پائی جاتی ہے۔ ان کتابوں کا ایک اہم علمی اثر یہ ہوا کہ دوسرے مسالک کے علماء کو اپنے دلائل کو حدیثی بنیادوں پر مزید مضبوط کرنے کی تحریک ملی اور تقابلی فقہ کو فروغ ہوا۔ جدید دور میں المحلیٰ اور الاحکام نئی طبعات میں شائع ہوئی ہیں اور فقہ و اصول کے محققین ان سے استفادہ کرتے ہیں، بالخصوص جب کسی مسئلے میں ابن حزم کا منفرد موقف یا حدیثی مآخذ کا حوالہ درکار ہو۔ اس کے ساتھ علمی دیانت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ظاہری مواقف کو ان کے اپنے نظام کے اندر سمجھا جائے اور ان پر بحث تعلیمی و تحقیقی دائرے میں رہے۔ کسی عملی شرعی مسئلے میں کسی خاص موقف کو کسی شخص یا معاملے پر لاگو کرنا مفتیان و اہل علم کا کام ہے، اس گائیڈ کا مقصد صرف کتابوں کا تعارف ہے۔

مسلک کی حدود کے بارے میں مؤرخین یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ ظاہری مسلک کو فقہی اداروں اور عوامی سطح پر وہ پھیلاؤ حاصل نہ ہو سکا جو چاروں مسالک کو ہوا، اس کی بڑی وجوہات میں قیاس کے مکمل انکار سے عملی مسائل میں پیدا ہونے والی دشواریاں اور ابن حزم کے بعد اس سلسلے کے بڑے علماء کی کمیابی شامل ہیں۔ اس کے باوجود اس مسلک کی کتابیں اسلامی علمی ورثے کا مستقل حصہ ہیں اور ان کے بغیر فقہی اختلاف کی تاریخ نامکمل رہتی ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ ظاہریہ کی کتب فقہ و اصول فقہ کی نمائندگی بنیادی طور پر ابن حزم کی المحلیٰ اور الاحکام فی اصول الاحکام کرتی ہیں، جن میں داؤد ظاہری کے قائم کردہ اس اصول کو مکمل نظام کی صورت دی گئی کہ دلیل صرف کتاب، سنت اور اجماع ہے اور قیاس حجت نہیں۔ یہ کتابیں اپنے تقابلی مواد، حدیثی ذخیرے اور مناظرانہ اسلوب کی وجہ سے فقہ کے ہر سنجیدہ طالب علم کے لیے مطالعے کے قابل ہیں، خواہ وہ ان کے نتائج سے اتفاق کرے یا نہ کرے۔ مصادر فقہ کے اس کورس میں ان کا تعارف مکمل نقشہ فراہم کرتا ہے۔